III- صفاتِ مومنین

118 آیات
چھ رکوع
مکی سورۃ

نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی، تحفظِ عصمت، ایفائے عہد

(المومنون 23: 1-11)

(المومنون: آیات 1-11)

قَدْ	اَفْلَحَ	الْمُؤْمِنُوْنَ ۝
تحقیق	فلائی پائی	مومنین

یقیناً فلاح پائی ایمان والوں نے

الَّذِیْنَ	هُمْ	فِیْ	صَلَاتِهِمْ	خَاشِعُوْنَ ۝
جو	وہ	میں	نماز ان کی	خشوع کرنے والے

جو اپنی نماز میں خشوع خضوع اختیار کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ	هُمْ	عَنِ	اللَّغْوِ	مُعْرِضُوْنَ ۝
اور جو	وہ	سے	بیہودہ بات	منہ پھیرنے والے

اور وہ جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ	هُمْ	لِلزَّكٰوةِ	فَاعِلُوْنَ ۝
اور جو	وہ	لیے زکوٰۃ	کرنے والے

اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ	هُمْ	لِفُرُوْجِهِمْ	حٰفِظُوْنَ٥
اور جو	وہ	لیے شرمگاہیں ان کی	حفاظت کرنے والے

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں،

اِلَّا	عَلٰى	اَزْوَاجِهِمْ	اَوْ	مَا
مگر	اوپر	بیویاں ان کی	یا	جو

سوائے اپنی بیویوں اور ان عورتوں کے جو

مَلَكَتْ	اَیْمَانُهُمْ	فَاِنَّهُمْ	غَیْرُ	مَلُوْمِیْنَ٥
مالک ہوئی	داہنے ہاتھ ان کے	پس یقیناً وہ	نہیں	ملامت کیے گئے

ان کی مِلک ہوں کہ ان پر انہیں کوئی ملامت نہیں۔

فَمَنِ	ابْتَغٰى	وَرَآءَ	ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْعٰدُوْنَ٥
پس جو	چاہے	پیچھے	اس	پس یہی لوگ	وہ	حد سے بڑھنے والے

اور جو ان کے سوا کچھ اور چاہیں تو یہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ	هُمْ	لِاَمٰنٰتِهِمْ	وَ	عَهْدِهِمْ	رٰعُوْنَ٥
اور جو	وہ	لیے امانتیں ان کی	اور	وعدہ ان کا	رعایت کرنے والے

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدے کی رعایت کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ	هُمْ	عَلٰى	صَلَوٰتِهِمْ	یُحَافِظُوْنَ٥
اور جو	وہ	اوپر	نمازیں ان کی	وہ حفاظت کرتے ہیں

اور وہ جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْوٰرِثُوْنَ٥	الَّذِیْنَ	یَرِثُوْنَ	الْفِرْدَوْسَ
یہی لوگ	وہ	وارث	جو	میراث پائیں گے	فردوس

یہی لوگ وہ وارث ہیں، جو فردوس کی میراث پائیں گے

هُمْ	فِیْهَا	خٰلِدُوْنَ٥
وہ	میں اس	ہمیشہ رہنے والے

اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

سرسبز وادی جس میں ہر قسم کے پھل اور پھول ہوں اور گھنی اور ٹھنڈی چھاؤں والے درخت

اللھم انی اسئلک جنت الفردوس

تشریح: سورہ المومنون کی ان ابتدائی آیات میں مومنین کی بعض اہم صفات ذکر کی گئی ہیں اور انہیں دائمی فلاح وکامرانی کی نوید دی گئی ہے۔ ان آیات کے اہم تفسیری نکات حسب ذیل ہیں:

فلاح مومنین کا مقدر ہے: پہلی آیت قد افلح المومنون میں واضح کیا گیا ہے کہ فلاح مومنین کا مقدر ہے۔ عام دنیوی نقطہ نظر سے فلاح وکامرانی اس دنیا کی خوشحالی سے عبارت ہے۔ اس تصورِ فلاح کی رو سے جس شخص کے پاس دولت کی ریل پیل ہے، پرتعیش سامانِ رہائش وخورد ونوش وغیرہ میسر ہے، وہ کامیاب وکامران ہے اور جو تنگدست وخستہ حال ہے وہ ناکام ونامراد، لیکن اسلام کے مطابق فلاح وکامرانی دنیا و آخرت ہر دو میں حقیقی ودائمی حسن وخوبی اور امن وخوشحالی سے عبارت ہے۔ اس تصورِ فلاح کی رو سے نہ دنیا کا دھن دولت کامیابی کی نشانی ہے اور نہ تنگدستی وخستہ حالی ناکامی ونامرادی کی علامت۔ اول الذکر تصورِ فلاح میں کامیاب قرار پانے والا شخص یہاں ناکام اور وہاں ناکام سمجھا جانے والا یہاں کامیاب قرار پا سکتا ہے۔ اس لیے کہ یہاں فلاح کا معیار اللہ اور رسول کے احکامات کی تعمیل ہے اور اس میں امیر غریب کی کوئی تخصیص نہیں۔ گویا فلاح وہ شخص پائے گا جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا چاہے وہ دنیا کی ہر ظاہری نعمت سے محروم ہو یا محروم کر دیا جائے اور ناکام ونامراد وہ ہوگا جو نعمتِ ایمان اور اللہ اور رسول کی اطاعت کی نعمت سے محروم رہا چاہے اسے دنیا کی ہر ظاہری نعمت میسر ہو یا عطا کر دی جائے۔ یوں فلاح فی الاصل ان لوگوں کا مقدر ہے جو مومنین ہیں اور جو لوگ مومنین کی دنیوی خستہ حالی اور اپنی خوشحالی کے پیش نظر ان کو ناکام اور خود کو کامیاب سمجھتے ہیں وہ دراصل خود ناکام ہیں اور فلاح کے حقیقی واصل تصور سے ناواقفِ محض۔

نماز میں خشوع: مومنین کی فلاح کی نوید دینے کے بعد وہ اہم اور نمایاں صفات ذکر کی گئی ہیں جو مومنین کو فلاح کا مستحق بناتی ہیں پہلی صفت نماز کی خشوع کے ساتھ ادائیگی ہے۔ خشوع کے معنی عاجزی و فروتنی اختیار کرنے کے ہیں۔ نماز میں خشوع یہ ہے کہ نمازی کے دل میں اللہ کا خوف جاگزیں ہو اور وہ نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور یوں کھڑا ہو کہ اس کے اعضا ساکن ہوں، دنیا کی طرف سے دھیان ہٹا ہوا اور پوری توجہ نماز پر مرکوز ہو۔ نماز میں دائیں بائیں دیکھنا، انگلیاں چٹخانا، بلاضرورت کپڑوں کو سمیٹنا، داڑھی کے ساتھ کھیلنا، ڈکاریں یا جمائیاں لینا وغیرہ خشوع کے منافی امور ہیں۔ ایک زبردست بادشاہ کے روبرو ایک مجرم اپنے قصور کی معافی کے لیے کھڑا ہو تو تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ کس فروتنی اور عاجزی سے کھڑا ہوگا؟ اللہ کے حضور بندے کی حاضری تو اس سے کہیں بڑھ کر عاجزانہ ہونی چاہیے۔ حدیث نبوی ہے: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ. "نماز مومنین کی معراج ہے۔" جو شخص اللہ رب العزت سے ملاقات کر رہا ہو اس کی توجہ ادھر ادھر کیسے ہو سکتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین اس خشوع اور انہماک سے نماز ادا کیا کرتے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہتی۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

الذین ھم فی صلاتھم خشعون کے الفاظ جہاں فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہونے والے مومنین کی صفت بیان کر رہے ہیں۔ وہاں یہ اس حقیقت کو بھی عیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جن لوگوں کی نمازیں خشوع سے خالی ہیں یا جو نمازیں ادا ہی نہیں کرتے انہیں اپنے ایمان کی خبر لینی چاہیے کہ یہ رویہ مومنین کے شایانِ شان نہیں۔ مومنین تو دراصل ہیں ہی وہی جو صرف نماز ادا ہی نہیں کرتے بلکہ نہایت گھب اور ڈوب کر نماز ادا کرتے ہیں۔ فلاح انہی لوگوں کا مقدر ہے اور ایمان کے جو دعوے دار فلاح کے خواہاں ہیں، لیکن صفتِ خشوع سے متصف نہیں انہیں اپنا مطمعٔ نظر انہی کی تقلید سے حاصل ہوگا۔

لغو سے اجتناب: آیت نمبر 3 میں کامیابی حاصل کرنے والے مومنین کی ایک صفت لغو سے اعراض و اجتناب بیان کی گئی ہے۔ لغو سے مراد لایعنی، فضول، بے ہودہ اور بے مقصد باتیں یا کام ہیں۔ ایسی باتوں یا کاموں میں وہی شخص منہمک ہوتا ہے جسے زندگی اور وقت کی کوئی قدر نہ ہو، جو اس دنیا کو امتحان گاہ سمجھنے کی بجائے عیش و عشرت کی جگہ سمجھتا ہو اور جو "بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" کے فلسفۂ زندگی پر عمل پیرا ہو۔ ایک مومن جس کے لیے یہ دنیا دارالامتحان ہے، جس کو اس بات کا ہمیشہ احساس رہتا ہے کہ یہ زندگی بہت ہی تھوڑا سا وقت ہے، ایک ماندگی کا وقفہ ہے، اک قلیل سی مہلتِ عمل ہے، پھر اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا ہے، وہ زندگی نہایت احتیاط سے گزارتا ہے، پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے، ہر وہ کام کرنے سے گریزاں رہتا ہے جو روزِ حشر اس کے لیے نقصان اور خسارے کا باعث ہو۔

والذین ھم عن اللغو معرضون کی روشنی میں ان مسلمانوں کو اپنے کردار و عمل کا احتساب کرنا چاہیے جو حیات کے قیمتی لمحات کو لغویات کی نذر کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر فلاح کی تمنا رکھتے ہیں تو انہیں مومنین کے اس نمایاں وصف کو اپناتے ہوئے لغویات سے اعراض و اجتناب کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، ایک حدیث نبوی میں فضول اور لایعنی کاموں کو ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا گیا: **مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ.** "آدمی کے اسلام کی ایک خوبی اور حسن، اس کا فضول اور لایعنی کاموں کو ترک کر دینا ہے۔"

زکوٰۃ کی ادائیگی: آیت نمبر 4 میں مومنین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ (زکوٰۃ کے حوالے سے تفصیلی معلومات "اسلامی تہذیب و تمدن" کے تحت "اسلامی تہذیب کے عناصر" کے ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔)

آیت نمبر 4 کے الفاظ للزکوٰۃ فاعلون کے معنوی جامعیت: مفسرین کے مطابق للزکوٰۃ فاعلون کے الفاظ نے آیت کے مفہوم میں غیر معمولی وسعت، گہرائی اور جامعیت پیدا کردی ہے۔ یوں یہ آیت اس اصطلاحی زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ، آدمی کی ذات اور پوری انسانیت کے تزکیہ اور پاکیزگی کے مفہوم کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ نیز اس میں تسلسل اور باقاعدگی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یعنی فلاح پانے والے مومنین باقاعدگی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرکے اپنے مال کا تزکیہ کرنے کے علاوہ اپنے اور پوری انسانیت کے تزکیے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

تحفظ عصمت: آیت نمبر 5 میں فلاح کے مستحق مومنین کی ایک اور صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے اور ناجائز شہوت رانی سے پرہیز ہے۔ ستر سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جس کو دوسروں سے چھپانا ضروری ہے۔ مردوں کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورتوں کا پورا جسم، سوائے ہاتھوں اور چہرے کے، ستر میں داخل ہے۔ مردوں کا اپنے ستر کو اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ کسی دوسرے پر کھولنا حرام ہے، ایسے ہی عورتوں کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنا ستر اپنے شوہروں کے علاوہ کسی پر کھولیں، البتہ اپنے قریبی رشتہ داروں مثلاً باپ، بھائی وغیرہ کے سامنے اگر کوئی خاتون جسم کا وہ حصہ کھول لے، جو عام گھریلو ضروریات کے لیے کھولنا پڑسکتا ہے، تو اس کو علما نے جائز قرار دیا ہے، تاہم اس میں بھی احتیاط برتی جائے تو بہتر ہے۔ ناجائز شہوت رانی سے مراد اپنی جنسی خواہشات کی تسکین اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے، مثلاً زنا، عملِ قومِ لوط یا وطی بہائم وغیرہ، سے کرنا ہے۔ اسلام ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے۔ اس مقصد کی خاطر اس نے ظاہری پاکیزگی کے علاوہ باطنی پاکیزگی پر بھی بہت زور دیا ہے۔ باطنی پاکیزگی میں عفت و عصمت کی حفاظت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ اسلام نے جنسی بے راہ روی سے بچنے اور عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے تاکیدی ہدایات دی ہیں۔ سورہ النور میں مردوں اور عورتوں کو دو الگ الگ آیات میں نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ مردوں کے متعلق فرمایا: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ. (النور 30:24) "(اے نبی!) مومن مردوں سے فرمایئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" عورتوں سے متعلق فرمایا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (النور 31:24) "اور (اے نبی!) مومن عورتوں سے کہیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" سورہ الاحزاب میں بخشش اور اجرِ عظیم کے مستحق مردوں اور

عورتوں کی ایک صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ (الاحزاب 35:33) ''اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. ''جو شخص مجھے اس چیز کی، جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کی جو اس کی دونوں رانوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) کی (ناجائز سے حفاظت) کی ضمانت دیتا ہے، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' بدنظری جنسی بے راہ روی کا ایک اہم محرک ہے، چنانچہ قرآن و حدیث میں اس سے بچنے کی بھی خصوصی تاکید آئی ہے۔ سورہ النور کی اوپر بیان کردہ دونوں آیات میں مومن مردوں اور عورتوں کو بدنظری سے بچنے کا حکم ہے۔ ایک حدیثِ قدسی میں بدنظری سے بچنے کی ہدایت یوں ملتی ہے: ''بے شک نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں ایک تیر ہے، جو شخص میرے خوف سے اس کو چھوڑ دے گا۔ میں اس کو اس کے بدلے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (طبرانی) ستر کی حفاظت بھی جنسی بے راہ روی سے بچنے اور عصمت و عفت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اس کی بھی قرآن و حدیث میں خصوصی تاکید آئی ہے۔ زیرِ تشریح آیت میں ستر کی حفاظت مومنین کی صفت بتائی گئی ہے۔ سورہ النور کی مذکورہ بالا آیات میں ستر کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور سورہ الاحزاب کی متذکرہ صدر آیت میں ستر کی حفاظت کو مغفرت اور اجرِ عظیم کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ حدیث نبوی میں ہے: لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْاَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ. (مسلم، ترمذی) ''کوئی مرد کسی عورت کے ستر کو اور کوئی عورت کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے۔'' ایک حدیث میں تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ رہنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''خبردار برہنہ رہنے سے احتراز کرو۔ بے شک تمہارے ساتھ وہ (یعنی بھلائی اور رحمت کے فرشتے) ہیں، جو کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے، سوائے تمہارے رفع حاجت اور اپنی بیویوں کے پاس جانے کے وقت، سو ان سے حیا کرو اور ان کا اکرام ملحوظ رکھو۔'' (ترمذی) ایک اور حدیث میں آپ نے بیوی اور لونڈی کے علاوہ ہر ایک سے اپنے ستر کی حفاظت کا حکم دیا تو سائل نے سوال کیا کہ اگر ہم تنہا میں ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

جنسی جذبات کی جائز تسکین: بہت سے اہلِ مذہب کے ہاں یہ تصور موجود رہا ہے کہ جنسی جذبات کی تسکین چاہے وہ کسی بھی ذریعہ سے ہو، نیکی و تقویٰ اور روحانیت کے منافی ہے۔ نتیجتاً بہت سے افراد شادی شدہ زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر کے رہبانیت کی طرف مائل ہوئے۔ انہوں نے مجرد رہنے کو نیکی کا لازمی تقاضا سمجھا اور اپنی جنسی خواہشات کا گلا گھونٹ کر قربِ خداوندی حاصل کرنا چاہا۔ مگر یہ چیز فطرت

انسانی کے خلاف ہے اور فطرت سے جنگ کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ فطری جنسی جذبات کو دبانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ تجرد کی زندگی اختیار کرنے والے جنسی بے راہ روی کا شکار ہو گئے۔ اسلام نے انسان کی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے جنسی جذبہ کو دبایا نہیں بلکہ اس کو ایک نظم کا پابند بنا کر اس کی تسکین کی جائز صورت رکھ دی۔ یہ صورت اپنی منکوحہ سے صنفی تعلق اور اپنی مملوکہ سے تمتع ہے۔ فطری جنسی جذبے کو دبانا چونکہ بجائے نیکی کے الٹا گناہ کی طرف لے جانے کا سبب بنتا ہے اور اس کی جائز تسکین گناہ سے بچاتی ہے، اس لیے اسلام نے اس کی جائز صورت بتانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی ترغیب دی اور اسے پسندیدہ عمل قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. ''نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں۔'' ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کرے کیونکہ اس سے نگاہیں اور عصمتیں محفوظ ہو جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں آپ نے شادی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم میں بھی متعدد جگہ شادی کی ترغیب ملتی ہے۔ ایک جگہ فرمایا: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (النور 32:24) ''تم میں سے جو مجرد ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو۔'' ایک اور جگہ فرمایا: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ. (النساء 3:4) ''اور جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان میں سے دو، دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لیا کرو۔'' چنانچہ مومنین کی یہ صفت ذکر کر کے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، معاً بعد آیت نمبر 6 میں جملہ معترضہ کے طور پر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ مومنین کا اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے صنفی تعلق قابل ملامت نہیں ہے۔ اس وضاحت سے گویا ان لوگوں کی گمراہی کی بھی نشاندہی کر دی جو روحانیت کو تارک الدنیا سادھوؤں، راہبوں اور بھکشوؤں کی خصوصیت سمجھتے ہیں اور جنسی جذبات کی جائز تسکین کو بھی روحانیت کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔

ناجائز شہوت رانی کی ممانعت: اسلام اعتدال اور توازن کا دین ہے۔ وہ کسی بھی حوالے سے افراط و تفریط کو پسند نہیں کرتا۔ جنسی حوالے سے اس نے لوگوں کو افراط و تفریط سے بچانے کے لیے ایک طرف تو نہ صرف جنسی جذبات کی تسکین کا جائز ذریعہ رکھا بلکہ اس کی ترغیب دی لیکن دوسری طرف جنسی بے راہ روی اور بدکاری و زنا سے سختی سے روکا۔ چنانچہ آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو لوگ خواہش نفس کی جائز صورتوں کے علاوہ کسی اور صورت کے خواہشمند ہوں وہ زیادتی کرنے اور حدود اللہ کو توڑنے والے ہیں۔ صنفی معاملہ میں زیادتی کی عام صورت زنا ہے۔ زنا سے مراد اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ کسی اور

عورت سے جنسی تعلق قائم کرنا ہے۔ زنا ایک انتہائی گھناؤنا اور غیر اخلاقی فعل ہے۔ یہ طرح طرح کے نفسیاتی و معاشرتی مسائل اور انسان کو انسانیت کی بلندیوں سے اتار کر حیوانیت کی پستیوں میں گرانے کا سبب بنتا ہے۔ اسلام نے اس سے بچنے کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ اس کے ارتکاب پر سخت سزا بھی تجویز کی ہے۔ قرآن حکیم میں اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا گیا: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِيْلًا. (بنی اسرائیل 32:17) "اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بلاشبہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔" زانیوں کو سزا دینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ. (النور 2:24) "زانیہ اور زانی ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔" احادیث میں شادی شدہ زانیوں کی سزا رجم یعنی سنگساری بیان ہوئی ہے۔ جنس کے حوالے سے یہ تاکیدی احکام اور سخت سزائیں اسی لیے رکھی گئی ہیں کہ لوگ خواہشِ نفس پوری کرنے کی جائز صورتوں پر اکتفا کریں اور ناجائز شہوت رانی سے پرہیز کریں۔ اس لیے کہ ناجائز شہوت رانی اللہ کی حدود کو توڑنے کا سنگین جرم اور دنیا و آخرت کی تباہی کا موجب ہے۔

امانت و دیانتداری: آیت نمبر 8 میں کامیابی حاصل کرنے والے مومنین کی ایک صفت امانتوں کی حفاظت بیان کی گئی ہے۔ (امانت کے حوالے سے تفصیل "اخلاقی تعلیمات" کے تحت "دیانتداری" کے عنوان میں ملاحظہ کیجیے۔

ایفائے عہد: آیت نمبر 8 ہی میں مومنین کی ایک صفت ایفائے عہد بیان کی گئی ہے۔ (ایفائے عہد کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کی تفصیل "اخلاقی تعلیمات" کے تحت "ایفائے عہد" کے عنوان میں دیکھیے)۔

نمازوں کی محافظت: سورہ المومنون کی ابتدائی آیات میں فلاح پانے والے مومنین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں آخری صفت یہ ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ نمازوں کی محافظت میں کئی امور شامل ہیں۔ چند اہم امور درج ذیل ہیں:

1- **وقتِ مقررہ پر ادائیگی:** نماز کی محافظت کے سلسلہ میں ایک چیز نماز کی مقررہ وقت پر ادائیگی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء 103:4) "بے شک نماز مومنین پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے۔" نماز کو جان بوجھ کر تاخیر سے ادا کرنا نماز کی محافظت کے عمل کے منافی ہے۔ ایک سچا مومن اس طرح کی غفلت کا شکار نہیں ہوتا اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تمام دیگر کاموں کو پسِ پشت ڈال کر نماز ادا کرتا ہے۔

2-برائی سے اجتناب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ (العنکبوت 45:29) "بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔" جو شخص نماز تو پڑھے لیکن برائی سے باز نہ آئے تو اس کا یہ عمل نماز کی محافظت کے منافی ہوگا۔

3-آداب و شرائط نماز کا لحاظ: نماز کی محافظت سے متعلق ایک اہم چیز یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی اس کے تمام آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر کی جائے۔ ان آداب و شرائط میں جسم، لباس اور جگہ کی طہارت، توجہ اور حضورِ قلب، نماز کے ارکان و الفاظ کی صحیح صحیح ادائیگی اور جماعت کا التزام وغیرہ شامل ہیں۔ یوں مومنین کی اپنی نمازوں کی محافظت کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ آداب و شرائط نماز کا پورا پورا لحاظ رکھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔

4-خلوص و للّٰہیت: نماز خلوص و للّٰہیت کا تقاضا کرتی ہے۔ نماز کی محافظت کرنے والے اس صفت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جو لوگ خوفِ خدا اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی و غمگساری کے جذبہ سے عاری ہوتے ہیں اور محض دکھاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں، قرآن نے ایسے نمازیوں کی ہلاکت کا اعلان کیا ہے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○ (الماعون 107:4-7) "تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں مانگے نہیں دیتے۔"

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ فلاح پانے والے مومنین کی جو سات صفات یہاں ذکر کی گئی ہیں ان میں پہلی صفت بھی نماز سے متعلق ہے اور آخری بھی۔ اس سے یہ نکتہ نکلتا ہے کہ نماز اسلام میں غیر معمولی اہمیت کی حامل عبادت ہے۔ اس پر تمام دیگر عبادتوں کا مدار ہے۔ جو شخص نماز کو اس کی صحیح روح کے ساتھ ادا کرتا ہے اس میں مردِ مومن کی تمام صفات پیدا ہو جاتی ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور مطلوبہ صفات سے محروم ہیں، ان کو نماز ہی ذریعہ بناتے ہوئے ان صفات کے حصول کی کوشش کرنا چاہیے، جو کامیاب مومنین کی پہچان ہیں۔

فردوس کی وراثت: آیت 10 اور 11 میں مذکورہ صفات کے حامل مومنین کو فردوس کا وارث قرار دیا گیا ہے۔ فردوس کو مومنین کی میراث ٹھہرانے میں یہ معنی پنہاں ہیں کہ فردوس بنی ہی مومنین کے لیے ہے۔ وہ فردوس کے ایسے ہی مستحق ہیں جیسے وارث وراثت کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ عام دنیوی وراثت سے وہ اس لحاظ سے مختلف اور بہت ہی اعلیٰ درجے کی ہے کہ دنیوی وراثت سے تو کسی مستحق کو ظلماً محروم کیا جا سکتا ہے پھر یہ بہت ہی محدود و حقیر اور عارضی ہوتی ہے جبکہ فردوس کی میراث سے مومنین کو کوئی محروم کرنے والا نہیں نیز وہ عظیم و لامحدود اور دائمی و ابدی ہے۔ فردوس اور جنت و بہشت قرآن و حدیث کی رو سے

انتہائی درجے کے آرام و راحت اور عیش و عشرت کا گھر ہے۔ قرآن حکیم میں اس کے جگہ جگہ نقشے کھنچے ہوئے ملتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا: وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ 25:2) ''اور خوشخبری دے دو ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے، کہ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب انہیں ان باغوں کا پھل دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دیا گیا تھا۔ اور (صورت کے اعتبار سے تو) انہیں ملتا جلتا (ہی) دیا گیا۔ (مگر ذائقے اور لطف و لذت میں یہ پہلے سے مختلف ہوگا) اور ان کے لیے ان باغوں میں پاک ہم نشیں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔''